مشاہدات۔259

حنیف احمد محمود۔برطانیہ

تقریر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سیرت کے چند درخشندہ پہلو

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلۡ لَّوۡ کَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیۡ لَنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَنۡ تَنۡفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیۡ وَلَوۡ جِئۡنَا بِمِثۡلِہٖ مَدَدًا (الکھف:110)

کہہ دے کہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے روشنائی بن جائیں تو سمندر ضرور ختم ہو جائیں گے پیشتر اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں خواہ ہم بطور مدد اس جیسے اور (سمندر) لے آئیں۔

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اُس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اِک عالَم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اِک دل کی غذا دی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَی الاَعَادِی

سامعین کرام! آج مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی سیرت کے چند درخشندہ پہلو بیان کرنے ہیں۔

حضرت سیدہ مریم صدیقہ اُمِّ متین صاحبہ مرحومہ کو حضرت مصلح موعودؓ کی تیس سال سے زائد شریک حیات رہنے کا شرف حاصل رہا۔ آپ مرحومہ نے حضورؓ کی وفات کے بعد آپؓ کی سیرت و شمائل پر تقاریر بھی کیں اور مضامین بھی لکھے جو جماعتی جرائد، اخبارات اور میگزینز میں شائع ہوتے رہے۔ آج اِس محفل میں آپ ہی کے مضامین سے حضورؓ کے سیرت سے چند پھول چُن کر آپ حاضرین کے سامنے پیش کروں گا۔

اللہ تعالیٰ سے محبت

اللہ تعالیٰ سے محبت کے حوالے سے جب بھی کسی پر لکھنے کے لئے قلم کو حرکت دیں تو قرآنی آیت قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ کا مضمون سامنے آتا ہے بالخصوص اپنے پیاروں کے متعلق۔ حضرت مصلح موعودؓ بھی اپنے پیارے اللہ سے محبت کے سچے اور حقیقی دعویدار تھے جنہوں مندرج بالا آیہ کریمہ پر کماحقہ عمل کر کے اپنے آقا و مولی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تا اللہ آپ سے محبت کرے۔ اِس بارہ میں حضرت چھوٹی آپا فرماتی ہیں:

"آپ کو اللہ تعالیٰ سے کتنی محبت تھی، اسلام کے لیے کتنی تڑپ تھی اس کی مثال کے طور پر ایک واقعہ لکھتی ہوں۔ عموماً شادیاں ہوتی ہیں دولہا دلہن ملتے ہیں تو سوائے عشق و محبت کی باتوں کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ مجھے یاد ہے کہ میری شادی کی پہلی رات بے شک عشق و محبت کی باتیں بھی ہوئیں مگر زیادہ تر عشق الٰہی کی باتیں تھیں۔ آپ کی باتوں کا لب لباب یہ تھا اور مجھ سے ایک طرح عہد لیا جا رہا تھا کہ میں ذکر الٰہی اور دعاؤں کی عادت ڈالوں۔ دین کی خدمت کروں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ کی عظیم ذمہ داریوں میں آپ کا ہاتھ بٹاؤں۔ بار بار آپ نے اس کا اظہار فرمایا کہ میں نے تم سے شادی اسی غرض سے کی ہے اور میں خود بھی اپنے والدین کے گھر سے یہی جذبہ لے کر آئی تھی۔"

پھر لکھتی ہیں۔

"آپ کی تمام زندگی قرآن مجید کی آیت اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کے مطابق گزری ہے۔ آپ کی تیس سالہ رفاقت میں مَیں نے تو یہی مشاہدہ کیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر جیسا عظیم الشان ایمان تھا وہ سوائے انبیاء کے اور کسی وجود میں نظر نہیں آتا۔ آپ کے 52 سالہ دور خلافت میں کئی فتنے اٹھے۔ بظاہر ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ دنیا نے سمجھ لیا کہ اب یہ جماعت منتشر ہو جائے گی۔ اس کا اتحاد ٹوٹ جائے گا لیکن خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقینِ کامل تھا اور یہ یقین تھا کہ یہ ردا اس نے پہنائی ہے اسے کوئی اتار نہیں سکتا۔ بڑے سے بڑا فتنہ اٹھے، بڑے سے بڑا دشمن مقابل میں آئے وہ بہر حال شکست کھائے گا۔ سب سے پہلے پیغامیوں کا فتنہ اٹھا۔ ان کو زعم تھا کہ جماعت کے سرکردہ ہمارے ساتھ ہیں آہستہ آہستہ ساری جماعت ہمارے ساتھ ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو الہاماً بتا چکا تھا کہ وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا کے اطاعت گزار آپ کے نہ ماننے والوں پر ہمیشہ غالب رہیں گے۔

چنانچہ آپ نے علی الاعلان ان کو چیلنج دیا کہ

پھیر لو جتنی جماعت ہے میری بیعت میں
باندھ لو ساروں کو تم مکر کی زنجیروں سے
پھر بھی مغلوب رہو گے مرے تا یوم البعث
ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

اور دنیا نے دیکھ لیا کہ اس پاک وجود کے سر پر واقعی خدا کا سایہ تھا جنہوں نے اس کی مخالفت کی وہ ناکام رہا اور جس نے اس مسیحی نفس سے تعلق رکھا اس نے روح الحق کی برکت سے بیماریوں سے نجات پائی۔“

سامعین! اللہ تعالیٰ پر جو آپ کو ایمان تھا اس کی ابتدا جس رنگ میں ہوئی اس کا بیان حضرت چھوٹی آپا حضور کے ہی الفاظ میں تحریر کرتی ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:

”1900ء میرے قلب کو اسلامی احکام کی طرف توجہ دلانے کا موجب ہوا ہے۔ میں 11 سال کا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے کوئی شخص چھینٹ کی قسم کے کپڑے کا ایک جبہ لایا تھا۔ میں نے آپ سے وہ جبہ لے لیا تھا کسی اور خیال سے نہیں بلکہ اس لیے کہ اس کا رنگ اور اس کے نقش مجھے پسند تھے۔ میں اسے پہن نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کے دامن میرے پاؤں سے نیچے لٹکتے رہتے تھے۔ جب میں 11 سال کا ہوا اور 1900ء نے دنیا میں قدم رکھا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں خدا تعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں۔ اس کے وجود کا کیا ثبوت ہے؟ مَیں دیر تک رات کے وقت اس مسئلہ پر سوچتا رہا۔ آخر 10-11 بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے۔ وہ گھڑی میرے لیے کیسی خوشی کی گھڑی تھی جس طرح کہ ایک بچے کو اس کی ماں مل جائے تو اسے خوشی ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوشی تھی کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ سماعی ایمان، علمی ایمان سے تبدیل ہو گیا۔ میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک عرصے تک کرتا رہا کہ خدایا! مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو۔ اس وقت میں 11 سال کا تھا........ مگر آج بھی اس دعا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں آج بھی یہی کہتا ہوں کہ خدایا! تیری ذات کے متعلق مجھے کبھی شک پیدا نہ ہو۔ ہاں اس وقت میں بچہ تھا اب مجھے زیادہ تجربہ ہے۔ اب میں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا! مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔“

تاریخ خلافت ثانیہ شاہد ہے دوست بھی اور دشمن بھی کہ آپ کبھی کسی بڑے سے بڑے ابتلاء پر نہیں گھبرائے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل رہا اور اپنے اسی یقین کو بڑے تحدی سے دنیا کے سامنے پیش فرماتے رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتادیا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں تو آپ نے فرمایا:

”خدا نے مجھے اس غرض کے لیے کھڑا کیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگالے وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کرلے، عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں، یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے، دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار طاقت اور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لیے متحد ہو جائیں پھر بھی میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیامیٹ کر دے گا۔“

آپ کے 52 سالہ دور خلافت کا ایک ایک دن شاہد ہے زمین اور آسمان گواہ ہیں کہ مخالفتوں کی آندھیاں چلیں، فتنے اٹھے، جماعت کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں کی گئیں، آپ کی جان پر حملہ کیا گیا مگر آپ کو اللہ تعالیٰ پر کامل توکل رہا اور اللہ تعالیٰ کا سایہ ہر آن آپ پر رہا جب تک کہ نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھائے جانے کا وقت نہ آگیا۔

سامعین! حضرت چھوٹی آپا بیان کرتی ہیں کہ انسان جس ہستی سے محبت کرتا ہے اس سے ناز بھی کرتا ہے اور وہ اپنی محبوب ہستی کے ناز بھی اٹھاتا ہے۔ حضور کے ایک مضمون کا اقتباس پیش ہے جس سے اس مضمون پر روشنی پڑتی ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں۔

”کچھ دن ہوئے ایک ایسی بات پیش آئی کہ جس کا کوئی علاج میری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ اس وقت میں نے کہا کہ ہر چیز کا علاج خدا تعالیٰ ہی ہے اس سے ہی اس کا علاج پوچھنا چاہیے۔ اس وقت میں نے دعا کی اور وہ ایسی حالت تھی کہ میں نفل پڑھ کر زمین پر ہی لیٹ گیا اور جیسے بچہ ماں باپ سے ناز کرتا ہے اسی طرح میں نے کہا۔ اے خدا! میں چارپائی پر نہیں زمین پر ہی سوؤں گا۔ اس وقت مجھے بھی یہ بھی خیال آیا کہ حضرت خلیفہ اول نے مجھے کہا ہوا ہے تمہارا معدہ خراب ہے اور زمین پہ سونے سے معدہ اور زیادہ خراب ہو جائے گا لیکن میں نے کہا آج تو میں زمین پر ہی سوؤں گا......جب میں زمین پر سو گیا تو دیکھا خدا کی نصرت اور مدد کی صفت جوش میں آئی اور متمثل ہو کر عورت کی شکل میں زمین پر اتری۔ ایک عورت تھی اس کو اس نے سوٹی دی اور کہا اسے مار اور کہو جا کر چارپائی پر سو۔ میں نے اس عورت سے سوٹی چھین لی۔ اس پر اس نے خدا تعالیٰ کی اس مجسم صفت نے سوٹی پکڑلی اور مجھے مارنے لگی اور میں نے کہا لو مار لو مگر جب اس نے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا تو زور سے سوٹی کو گھٹنے تک لا کر چھوڑ دیا اور کہا دیکھ محمود! مَیں تجھے مارتی نہیں پھر کہا جا اٹھ کر سو رہو یا نماز پڑھ۔ میں اسی وقت کود کر چارپائی پر چلا گیا اور جا کر سو رہا۔ میں نے اس وقت سمجھا کہ اس حکم کی تعمیل میں سونا ہی بہت بڑی برکات کا موجب ہے۔ تو خدا تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اس کے سامنے سب کچھ ہیچ ہو جاتا ہے۔ تم اس کے لیے کوشش کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرے تاکہ اس کی مدد اور نصرت تم کو مل جائے اور جب اس کی نصرت تمہارے ساتھ شامل ہو جائے تو پھر ساری دنیا ہے کیا چیز وہ تو ایک کیڑے کی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔“

1953ء میں جب پنجاب میں فسادات رونما ہوئے۔ احمدیت کی شدید مخالفت کی گئی احمدیوں کے گھروں میں تو آگیں لگائی گئیں اور اس قسم کی افواہیں سننے میں آئیں کہ کہیں آپؓ پر بھی ہاتھ نہ ڈالا جائے اور گرفتار نہ کر لیا جائے۔ چنانچہ ان دنوں میں قصر خلافت کی تلاشی بھی لی گئی لیکن آپؓ کی طبیعت میں ذرا بھر بھی گھبراہٹ نہ تھی سکون سے اپنے کام جاری تھے جو لوگ آپ سے محبت کرتے تھے انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ چند روز کے لیے باہر چلے جائیں بلکہ گھبرا کر کراچی کے بعض ذمہ دار دوست آپ کو لینے بھی آگئے کہ آپ وہاں چلے چلیں چند دن میں یہ شورش ختم ہو جائے گی آپ نے ان دوستوں کا ہمدردانہ مشورہ سنا۔ تھوڑی دیر کے لیے اندر آئے اور آ کر دعا شروع کر دی۔ دعا ختم کر کے باہر تشریف لے گئے اور جا کر دوستوں سے کہا کہ میں ہرگز جانے کے لیے تیار نہیں جو خدا وہاں ہے وہی یہاں

ہے۔ اللہ تعالیٰ میری یہی حفاظت کرے گا اور جو مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے گا وہ خدا تعالیٰ کے عذاب اور گرفت سے ڈرے۔ چنانچہ چند ہی دن میں ملک میں انقلاب آ گیا۔ جو مخالفت میں اُٹھے تھے جھاگ کی طرح بیٹھ گئے اور جو ان کے سرکردہ تھے وہ الٰہی گرفت میں آئے۔

صداقت کو پھیلانے کی تڑپ

حضرت چھوٹی آپا بیان کرتی ہیں:

”شدید تڑپ تھی کہ دنیا جلد سے جلد صداقت کو قبول کرے اس سلسلہ میں اپنی ذاتی مشاہدہ بیان کرتی ہوں۔ 1938ء کا واقعہ ہے کہ میری طرف حضور کی باری تھی کہ رات کو آپؓ نے رؤیا دیکھا۔ اس میں آپؓ نے ایک زبردست طوفان کا نظارہ دیکھا۔ آپؓ جاگ اٹھے۔ مجھے جگایا اور فرمایا کہ مَیں نے رؤیا دیکھا ہے۔ مَیں لکھواتا ہوں ابھی لکھ لو۔ آپ کا دستور تھا کہ جب بھی کوئی رؤیا دیکھتے عموماً اُسی وقت جگا کر لکھوا دیتے تھے۔ رؤیا لکھوانے کے بعد آپ کی طبیعت میں بے چینی پیدا ہو گئی۔ کمرہ سے باہر صحن میں نکل گئے اور ٹہل ٹہل کر نہایت رقّت اور سوز و گداز سے قرآن مجید کی یہ آیات تلاوت کرنے لگے قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُ قَوۡمِیۡ لَیۡلًا وَّنَہَارًا ۝ فَلَمۡ یَزِدۡہُمۡ دُعَآءِیۡۤ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّیۡ کُلَّمَا دَعَوۡتُہُمۡ لِتَغۡفِرَ لَہُمۡ جَعَلُوۡۤا اَصَابِعَہُمۡ فِیۡۤ اٰذَانِہِمۡ وَاسۡتَغۡشَوۡا ثِیَابَہُمۡ وَاَصَرُّوۡا وَاسۡتَکۡبَرُوا اسۡتِکۡبَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُہُمۡ جِہَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّیۡۤ اَعۡلَنۡتُ لَہُمۡ وَاَسۡرَرۡتُ لَہُمۡ اِسۡرَارًا ۝ فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ۝ یُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا ۝ وَّیُمۡدِدۡکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِیۡنَ وَیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ جَنّٰتٍ وَّیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ اَنۡہٰرًا ۝ مَا لَکُمۡ لَا تَرۡجُوۡنَ لِلّٰہِ وَقَارًا (الانعام:6-14)

آپ کا پڑھنے کا انداز اور جس تڑپ سے آپؓ ان آیات کو بار بار پڑھ رہے تھے اتنا لمبا عرصہ گزر جانے پر بھی نہیں بھول سکتی۔ یوں لگتا تھا کہ آپ کا دل پھٹ جائے گا۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور لگتا تھا کہ آپ کی فریاد عرشِ الٰہی کو ہلا دے گی۔ پڑھتے پڑھتے آپؓ کی آواز اتنی اونچی ہو گئی کہ قریب کے گھروں کے لوگ جاگ اٹھے۔ اگلے دن صبح میری چچی جان مرحومہ بیگم حضرت میر محمد اسحاق صاحب جو ان دنوں مہمان خانہ کے کوارٹرز میں مقیم تھیں آئیں اور کہنے لگیں کہ آج رات حضرت صاحب آدھی رات کو بڑی اونچی تلاوت کر رہے تھے ہمیں اپنے گھر میں آواز آ رہی تھی۔ اس پر میں نے ان کو سارا واقعہ بتایا۔“

اللہ سے مضبوط تعلق

آپؓ کی تمام کتب اور تقاریر پڑھ جائیں ان کا لب لباب یہی ہے کہ بندوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط ہو۔ شروع خلافت سے لے کر آخر تک آپؓ اسی کی تلقین کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق پختہ کرو۔

حضور فرماتے ہیں:

”اب میں بتاتا ہوں کہ وہ کیا شے ہے جس کی طرف میں آپ لوگوں کو بلاتا ہوں اور وہ کون سا نقطہ ہے جس کی طرف آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔ سنو وہ ایک لفظ ہے زیادہ نہیں صرف ایک ہی لفظ ہے اور وہ ”**اللہ**“ ہے۔ اس کی طرف میں تم سب کو بلاتا ہوں اور اپنے نفس کو بھی اسی کی طرف بلاتا ہوں۔ اسی کے لیے میری پکار ہے اور اسی کی طرف جانے کے لیے میں بگل بجاتا ہوں۔ بس جس کو خدا تعالیٰ توفیق دے اور جس کو خدا تعالیٰ ہدایت دے وہ اسے قبول کرے۔“

آنحضرتؐ سے بے انتہا عشق

سامعین! اسلامی اور مذہبی دنیا میں کسی کی سیرت لکھنی ہو یا مطالعہ کرنی ہو تو اللہ سے محبت کے بعد اُس کے رسول کے ساتھ تعلقات اور محبت کو دیکھنا ہوتا ہے۔ آپؓ کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بے انتہا عشق تھا۔ حضرت چھوٹی آپا بیان کرتی ہیں کہ مجھے کبھی یاد نہیں کہ آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا ہو اور آپؓ کی آواز میں لرزش اور آپؓ کی آنکھوں میں آنسو نہ آ گئے ہوں۔ آپؓ کے مندرجہ ذیل اشعار جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کہے گئے ہیں آپؓ کی محبت پر روشنی ڈالتے ہیں۔

مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
مرا معشوق محبوب خدا ہے
ہو اس کے نام پر قرباں سب کچھ
کہ وہ شہنشاہ ہر دوسرا ہے
اسی سے مراد دل پاتا ہے تسکین
وہی آرام میری روح کا ہے
خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا
وہی ایک راہ دین کا رہنما ہے

اسی طرح آپؓ کی مندرجہ ذیل تحریر بھی آپؓ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت پر روشنی ڈالنے کے لیے کافی ہے۔

”نادان انسان ہم پر الزام لگاتا ہے کہ مسیح موعود کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ اسے کسی کے دل کا حال کیا معلوم، اُسے اُس محبت اور پیار اور عشق کا علم کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ وہ کیا جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کر گئی ہے۔ وہ میری جان ہے، میرا دل ہے، میری مراد ہے، میرا مطلوب ہے، اس کی غلامی میرے لیے عزت کا باعث ہے اور اس کی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھ کر معلوم ہوتی ہے۔ اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلے میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر میں اُس سے کیوں محبت نہ کروں۔ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے پھر میں کیوں اس کا قرب نہ تلاش کروں۔ میرا حال مسیح موعودؑ کے اس شعر کے مطابق ہے۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

قرآن مجید سے عشق

سامعین! حضرت چھوٹی آپا بیان کرتی ہیں:

”اسی طرح قرآن مجید سے آپؓ کو جو عشق تھا اور جس طرح آپؓ نے اس کی تفسیریں لکھ کر اس کی اشاعت کی وہ تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب ہے۔ خدا تعالیٰ کی آپؓ کے متعلق پیش گوئی کہ کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ جن دنوں میں تفسیر کبیر لکھی نہ آرام کا خیال رہتا تھا، نہ سونے کا، نہ کھانے کا بس ایک دھن تھی کہ کام ختم ہو جائے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھے ہیں تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صبح کی آذان ہو گئی اور لکھتے چلے گئے۔ تفسیر صغیر تو لکھی ہی آپؓ نے بیماری کے پہلے حملے کے بعد یعنی 1956ء میں۔ آپؓ کو ایک دھن تھی کہ قرآن کے ترجمہ کا کام ختم ہو جائے۔ بعض دن صبح سے شام ہو جاتی اور لکھواتے رہتے۔ ہم لوگ نخلہ میں تھے وہیں تفسیر صغیر مکمل ہوئی تھی مجھے بہت تیز بخار ہو گیا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ متواتر کئی دن سے مجھ سے ہی ترجمہ لکھوا رہے ہیں میرے ہاتھوں یہ مقدس کام ختم ہو۔ میں بخار سے مجبور تھی ان سے کہا کہ میں نے دوائی کھالی ہے آج یا کل بخار اتر جائے گا۔ دو دن آپ بھی آرام کر لیں آخری حصہ مجھ سے ہی لکھوائیں تا میں ثواب حاصل کر سکوں۔ نہیں مانے کہ میری زندگی کا کیا اعتبار تمہارا بخار اترنے کے انتظار میں اگر مجھے موت آجائے تو؟ سارا دن ترجمہ اور نوٹس لکھواتے رہے اور شام کے قریب تفسیر صغیر کا کام ختم ہو گیا۔“

سامعین! حضرت چھوٹی آپا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تلاوت قرآن کریم کی روٹین کے متعلق فرماتی ہیں:

”قرآن مجید کی تلاوت کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ جب بھی وقت ملا تلاوت کر لی یہ نہیں کہ دن میں صرف ایک بار یا دو بار۔ عموماً یہ ہوتا تھا کہ صبح اٹھ کر ناشتہ سے فارغ ہو کر ملاقاتوں کی اطلاع ہوئی آپ انتظار میں ٹہل رہے ہیں قرآن مجید ہاتھ میں ہے۔ لوگ ملنے آگئے قرآن مجید رکھ دیا مل کر چلے گئے پڑھنا شروع کر دیا۔ تین تین چار چار دن میں عموماً میں نے قرآن کو ختم کرتے دیکھا ہے۔ ہاں جب کام زیادہ ہوتا تھا تو زیادہ دن میں بھی۔ لیکن ایسا بھی ہوتا تھا کہ صبح سے قرآن مجید ہاتھ میں ہے ٹہل رہے ہیں اور ایک ورق بھی نہیں الٹا دوسرے دن دیکھا تو پھر وہی صفحہ۔ میں نے کہا کہ آپ کے ہاتھ میں قرآن مجید ہے لیکن آپ پڑھ نہیں رہے تو فرماتے۔ ایک آیت پر اٹک گیا ہوں جب تک اس کے مطالب حل نہیں ہوتے آگے کس طرح چلوں۔

ایک دفعہ یوں ہی خدا جانے مجھے کیا خیال آیا میں نے پوچھا کہ آپ نے کبھی موٹر بھی چلانی سیکھی؟ کہنے لگے ہاں! ایک دفعہ کوشش کی تھی مگر اس خیال سے ارادہ ترک کر دیا کہ ٹکر نہ ماردوں۔ ہاتھ سٹیئرنگ پر تھے اور دماغ قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر میں الجھا ہوا تھا موٹر کیسے چلاتا۔ سبحان اللہ“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت

آپؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اُم المؤمنین سے بے حد محبت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر پر بھی اکثر آنکھیں بھیگ جاتی تھیں۔ آپ کی یاد میں مندرجہ ذیل اشعار آپؓ کے دل کی ترجمانی کرتے ہیں۔

اے مسیحا! تیرے سودائی جو ہیں
ہوش میں بتلا کہ ان کو لائے کون
تُو تو ہاں جنت میں خوش اور شاد ہے
ان غریبوں کی خبر کو آئے کون
اے مسیحا ہم سے گو تو چھٹ گیا
دل سے پر الفت تیری چھڑوائے کون
جانتا ہوں صبر کرنا ہے ثواب
اس دل ناداں کو بہلائے کون

حضرت اماں جان کی عزت و احترام

حضرت چھوٹی آپا، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا سے تعلق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

"حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہ کی عزت اور احترام کا مشاہدہ تو اپنی آنکھوں سے کیا ہے۔ ایک دفعہ ایک عورت نے آپؓ سے شکایت کی کہ میرا بیٹا میرا خیال نہیں رکھتا آپ سمجھائیں۔ آپؓ بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کوئی بیٹا ماں سے بُرا سلوک کر ہی کیسے سکتا ہے۔ حضرت ام المومنینؓ کا خود باوجود عدیم الفرصتی کے بہت خیال رکھتے تھے اور اپنی بیویوں سے بھی یہی امید رکھتے تھے کہ وہ حضرت اماں جانؓ کا خیال رکھیں۔ کبھی فراغت ہوئی تو حضرت اماں جانؓ کے پاس بیٹھ جاتے۔ آپ کو کوئی واقعہ یا کہانی سناتے۔ سفروں میں اکثر اپنے ساتھ رکھتے۔ جس موٹر میں خود بیٹھتے اس میں حضرت اماں جان کو اپنے ساتھ بٹھاتے۔ کہیں باہر سے آتا تو سب سے پہلے حضرت اماں جان سے ملتے اور آپؓ کی خدمت میں تحفہ پیش کرتے۔ اپنے بہن بھائیوں سے بھی بہت پیار تھا۔ ہجرت کے وقت حضورؓ پاکستان تشریف لا چکے تھے اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ابھی قادیان میں ہی تھے۔ حالات خراب ہو رہے تھے آپ کو ان کے متعلق بہت تشویش تھی۔ ٹہل ٹہل کر دعائیں کرتے رہتے تھے۔ جس دن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لاہور پہنچے اور گھر میں داخل ہوئے تو آپؓ پہلے تو فوراً سجدہ میں گر پڑے اور پھر حضرت میاں صاحب کا ہاتھ پکڑا اور سیدھے حضرت اماں جانؓ کے کمرہ میں تشریف لے گئے اور فرمانے لگے۔ لیں! اماں جان آپ کا بیٹا آ گیا۔"

انتہائی شفیق باپ اور بچوں کی تعلیم و تربیت

حضرت چھوٹی آپا، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے اپنے بچوں سے تعلق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

"بچوں کے لیے انتہائی شفیق باپ تھے۔ تربیت کی خاطر لڑکوں پر وقتاً فوقتاً سختی بھی کی لیکن ان کی عزت نفس کا خیال رکھا۔ بیٹیوں سے بہت زیادہ محبت کا اظہار کرتے تھے لیکن جہاں دین کا معاملہ آ جائے آنکھوں میں خون اُتر آتا تھا۔ نماز کی سستی بالکل برداشت نہ تھی۔ اگر ڈانٹا ہے تو نماز وقت پر نہ پڑھنے پر۔ بچوں کے دلوں میں شروع دن سے یہی ڈالا کہ سب دین کے لیے وقف ہیں۔ 1918ء میں شدید انفلوئنزا کے شدید حملہ کے دوران یہ وصیت فرمائی کہ "بچوں کو دینی اور دنیاوی تعلیم ایسے رنگ میں دلائی جائے کہ وہ آزاد پیشہ ہو کر خدمت دین کر سکیں۔ جہاں تک ہو سکے لڑکوں کو حفظ قرآن کر دیا جائے۔" 59ء میں بیماری کے دوبارہ حملہ پر بھی ایک وصیت کی تھی اس میں بھی یہی تاکید تھی کہ "وہ ہمیشہ اپنی کوششوں کو خدا اور اس کے رسول کے لیے خرچ کرتے رہیں۔ خدا کرے قیامت تک وہ اس نصیحت پر عمل کریں اور اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ان کو قیامت تک اسلام کا سچا خادم بنائے اور اسلام کے ہر دشمن کے لیے حق کا ایک زبردست پنجہ ثابت ہوں اور ان کی زندگیوں میں کوئی شخص اسلام کو ٹیڑھی نظر سے نہ دیکھ سکے۔"

حضور کا ایک عہد

حضور رضی اللہ عنہ نے خاندان مسیح موعود کو خدمتِ دین کی طرف توجہ دلانے کے لئے یہ عہد بھی کیا تھا۔

"آج 14 تاریخ (مئی 39ء) کو میں مرزا بشیر الدین محمود احمد اللہ تعالیٰ کی قسم اس پر کھاتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سیّدہ سے جو بھی اپنی زندگی سلسلہ کی خدمت میں خرچ نہیں کر رہا میں اس کے گھر کا کھانا نہیں کھاؤں گا اور اگر مجبوری یا مصلحت کی وجہ سے مجھے ایسا کرنا پڑے تو میں ایک روزہ بطور کفارہ رکھوں گا یا پانچ روپے بطور صدقہ ادا کروں گا۔ یہ عہد سر دست ایک سال کے لیے ہوگا۔"

عرش پر نور سے لکھا گیا نامِ محمود
میرے محمود نے پایا ہے مقامِ محمود

افراد جماعت سے غیر معمولی محبت

سامعین! حضرت چھوٹی آپا مرحومہ لکھتی ہیں کہ

"جماعت کے افراد کا تو کہنا ہی کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ جماعت کے افراد آپؓ کو اپنی بیویوں، اپنے بچوں اور اپنے عزیزوں سے بہت زیادہ پیارے تھے۔ ان کی خوشی سے آپ کو خوشی پہنچتی تھی اور ان کے دکھ سے میں نے بارہا آپ کو کرب میں مبتلا ہوتے دیکھا۔ جب آپ خلیفہ ہوئے تو اسی سال جلسہ سالانہ پر تقریر کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا تھا:

"مگر خدارا غور کرو۔ کیا تمہاری آزادی میں پہلے کی نسبت کچھ فرق پڑ گیا ہے۔ کیا کوئی تم سے غلامی کرواتا ہے یا تم پر حکومت کرتا ہے یا تم سے ماتحتوں غلاموں اور قیدیوں کی طرح سلوک کرتا ہے۔ کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لیے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا تمہارے لیے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر ان کے لیے نہیں۔ تمہارا اُسے فکر ہے درد ہے اور وہ تمہارے لیے اپنے مولا کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لیے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ لگا سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ زور ایتائے ذی القربیٰ پر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا وجود سراپا رحمت و شفقت تھا۔ اپنا ہر عزیز، بیویوں کے عزیز، عزیزوں کے عزیز غرض کوئی نہ تھا جس نے آپ کی شفقت سے بے پایاں حصہ نہ پایا ہو۔ جس کا ہر قدم پر آپ نے خیال نہ رکھا ہو۔ ہر مشکل کے وقت آپؓ کا وجود ان کے لیے بڑا سہارا ہوتا تھا۔ اصل سہارا تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے لیکن اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے ان کی ضروریات پوری فرماتا تھا۔

ہر نصیحت اور ہر تحریک پر پہلے خود عمل کر کے دکھایا

آپؓ کی سیرت میں یہ وصف بھی نمایاں نظر آتا تھا کہ جس امر کی تلقین آپ نے جماعت کو کی، جو کام کرنے کو کہا خود اس پر عمل کر کے دکھایا۔ سلسلہ کی خدمت کرنے کے لیے وقف زندگی کی تحریک

جماعت کے سامنے پیش کی تو سب سے پہلے اپنے بیٹوں کو وقف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر لحاظ سے آپؓ پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کے باب وا کیے۔ مالی لحاظ سے خدا تعالیٰ نے بارش کی طرح روپیہ برسایا لیکن آپ نے جو کچھ اپنے رب سے پایا اس کا بیشتر حصہ اپنے رب کے حضور میں پیش کر دیا۔ اپنی بیویوں اور اپنے بچوں کی ضرورتیں بے شک پوری کیں لیکن اسی حد تک جس حد تک انسانی زندگی اور صحت کو قائم رکھنے کے لیے ضروری تھا۔ کبھی زیادہ خرچ نہ دیا بلکہ ایک حد تک کفایت شعاری اور تنگی سے گزارا کرنے کا سبق دیتے رہے۔ خود سادہ زندگی گزاری اور اس کی تلقین ہمیشہ اپنی اولاد کو، بیویوں کو فرماتے رہے۔ سادہ لباس، سادہ غذا، سادہ طرز رہائش آپ کا طریق رہا۔ تکلفات سے نفرت تھی۔ دنیا کی ہر نعمت اور ہر اچھی چیز جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی اسے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے استعمال فرمایا لیکن مقصود زندگی کبھی کسی چیز کو نہ سمجھا۔

دل کے حلیم

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنے اصولوں اور عزائم میں نہایت پختہ تھے اور سلسلہ کے کاموں کے سلسلہ میں تھوڑی سی غفلت اور کوتاہی بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ اگر کوئی کارکن اپنے فرائض میں سستی یا غفلت کرتا تو حضورؓ کی ناراضگی کا شکار ہوتا۔ آپؓ کا ہر لحہ اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لیے خرچ ہو رہا تھا۔ وقت کا ضیاع اور سلسلہ کے کسی کام میں ذرا سا تساہل اور غفلت برداشت کر ہی نہ سکتے تھے۔ لیکن خدائی پیشگوئیوں کے مطابق دل کے حلیم تھے اگر کسی کارکن پر ناراض ہوتے تو اس کے لیے آپؓ ساتھ ہی رنجیدہ ہو جاتے۔ دل کڑھتا۔ کوئی کام ختم نہ ہونے پر آپ نے کسی کارکن کو سزا دی کہ چھٹی نہیں کرنی جب تک یہ کام ختم نہ ہو جائے لیکن ساتھ ہی گھر آ کر کہا کہ اسے کھانا بھجوا دو یا چائے بھجوا دو بیچارہ کام کر رہا ہے بھوکا ہو گا۔

گھر کے ملازمین کے لیے آپ کا وجود ایک باپ سے کہیں بڑھ کر شفیق رہا۔ ہمیشہ تاکید رہتی کہ پہلے ان کو کھانا دے دیا کرو پھر گھر کے لوگ کھائیں۔ کہیں باہر جانا ہوتا تو ملازمین کے لیے تحائف ضرور لاتے خصوصاً پرانے ملازمین اور وہ تعلق والے جن کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے آپؓ کے گھرانہ سے تھا۔

نئے مرکز کا قیام

حضرت چھوٹی آپا فرماتی ہیں:

"پاکستان آتے ہی حضورؓ کو سب سے پہلے یہ فکر تھی کہ بکھرے ہوئے لوگ ایک مرکز کی صورت میں اکٹھے ہو جائیں تا کہ دین اسلام کی تبلیغ کی جو مہم جاری ہے اس کا سلسلہ جاری رہے۔ چنانچہ ربوہ کی زمین حضور نے خرید فرمائی۔ مجھے یاد ہے کہ بہت سے لوگوں نے اس مقام کی مخالفت بھی کی تھی پانی نہیں ہے زمین میں شور ہے اس سے زیادہ اچھی جگہ اگر کوشش کی جائے تو مل سکتی ہے۔ لیکن حضورؓ نے فرمایا کہ خواہ کوئی جگہ ہو لیکن مرکز بن جانا سب سے اہم ہے۔ پھر ربوہ کے متعلق تو حضرت مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا بھی جا چکا تھا۔ ربوہ کی بنیاد رکھے جانے کے بعد جب مسجد مبارک کی بنیاد رکھنی تھی اور ساتھ ہی چندہ کی اپیل ہوئی تو بہت سے لوگ مجبوری کے باعث اس مبارک موقع پر پہنچ نہ سکے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کسی تحریک پر بھی کبھی پیچھے نہیں رہے۔ ایسے جس شخص کا بھی پتہ لگتا تو آپ اس کی طرف سے پانچ روپے کا چندہ کا وعدہ لکھوا دیتے تا اس وقت ان کی شمولیت ہو جائے بعد میں وہ اپنا چندہ بڑھا دے گا۔ وہ احباب جو اس وقت آ نہ سکتے تھے جب ان کو اس کا علم ہوا تو ان کے دل حضرت مصلح موعودؓ کے لیے تشکر کے جذبات سے لبریز ہو گئے کہ ایسے موقع مبارک موقع پر حضور نے ان کو اپنی دعاؤں اور قربانی میں شریک کرنے کا خود انتظام فرمایا۔"

عورتوں کی تعلیم و تربیت کا فکر

عورتوں کی تربیت کا آپؓ کو از حد خیال تھا۔ 1914ء میں حضرت مصلح موعودؓ جب خلیفہ ہوئے تو جماعت میں تعلیم بہت کم تھی۔ حضور نے لڑکیوں کی تعلیم پر بے حد زور دیا اور اس یقین کا اظہار بار بار فرمایا کہ لڑکیوں کی دینی تعلیم اور تربیت سے ہی جماعت کی آئندہ ترقی وابستہ ہے۔ حضور نے ایک طرف لجنہ اماءاللہ کی تنظیم کا قیام فرما کر عورتوں کی تربیت فرمائی، ان کے لیے خصوصی تحریکات فرمائیں، ان میں دین کے لیے قربانی کرنے کا جذبہ پیدا کیا دوسری طرف بچیوں کی تعلیم کا انتظام فرمایا اور اس سلسلہ میں ہر طرح کی سہولت مہیا فرمائی۔ نہ صرف دنیاوی اعلیٰ تعلیم کا بلکہ دینی تعلیم کا بھی عورتوں کے لیے مدرسۃ الخواتین جاری فرمایا۔ بچیوں کے لیے دینیات کلاسز، ربوہ آ کر جامعہ نصرت میں دینیات کا مضمون لازمی قرار دیتے ہوئے اس پر بہت زور دیا۔ لجنہ اماءاللہ کے کاموں میں اپنے گھر کی خواتین پر کاموں کی زیادہ ذمہ داری ڈالی۔ اسی طرح جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور کی تاکید ہوتی تھی کہ گھر کا ہر فرد مہمان نوازی میں حصہ لے اور اپنے گھروں کے زیادہ سے زیادہ کمرے مہمانوں کے لیے خالی کر دے چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سیرت کے پہلوؤں سے ہمیں استفادہ کرنے کی توفیق دے۔ آمین

مسیحِ خدا کو ملی یہ بشارت
مقدر ہے تیرے لئے ایک نعمت
عطا ہو گا فرزندِ دلبند تجھ کو
وہ برہانِ قربت وہ برہانِ رحمت
ذہین و فہیم و حلیم و مقرب
وجیہہ و ذکی صاحبِ شان و شوکت

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)